معوذتین پر مستشرقین کے اعتراضات

ڈاکٹر محمد عمر
اسسٹنٹ پروفیسر پشاور یونیورسٹی

(حصہ دوم)

زربن حبیش کی روایت !

اس میں بھی اختلاف ہے۔امام ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے امام احمد سے وکیع عن سفیان کے واسطے سے اسے نقل کیا ہے۔اس میں زر کا بیان ہے۔کہ معوذتین کے بارے میں ابن مسعود سے میں نے دریافت کیا۔انہوں نے کہا۔میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے۔انہیں پڑھو۔اس نے انہیں پڑھا ہے۔تم بھی پڑھو پھر زر نے ابی سے دریافت کیا۔ابی نے بھی بغینہ یہی جواب دیا۔(۲۲)

دوسری روایت امام بخاری (م ۲۵۶ھ) نے علی بن عبداللہ بن سفیان کے واسطے سے نقل کی ہے۔اس میں زر نے ابی سے محض عبداللہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے۔لیکن اس قول کی کچھ تفصیل نہیں ہے۔صرف اسی قدر ہے۔"ان اخاک ابن مسعود یقول کذا کذا"(۲۳)

ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔کہ زر نے وہی مقولہ نقل کیا ہوگا۔جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع کے واسطے سے بیان کیا ہے۔اس کی تائید اس بیان سے بھی ہوتی ہے۔جس کو امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) نے امام طبرانی سے نقل کیا ہے۔کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے معوذتین کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہی جواب دیا جس کو ہم نے مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں ذکر شدہ وکیع کے حوالے سے نقل کیا ہے۔زر کا یہ بیان اگر صحیح مانا جائے تو اس سے ثابت ہوجاتا ہے۔کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ معوذتین کے قرآن میں سے ہونے کے منکر نہ تھے۔

تیسری روایت کو امام ابو بکر حمیدی (م ۲۱۹ھ) نے سفیان سے نقل کیا ہے۔اس میں ان تینوں روایتوں کے خلاف ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابی سے فعل نقل کیا ہے نہ قول۔اس روایت میں بجائے یقول

کذاو کذا کے یوں ہے۔ یاابا المنذر ان اخاک ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔یحک المعوذتین من المصحف
اے ابو منذر ! آپ کے بھائی ابن مسعود معوذتین کو مصحف سے مٹاتے ہیں" چوتھی روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہے۔ جس کو حماد بن سلمہ نے عاصم کے واسطے سے نقل کیا ہے۔اس میں بجائے "یحک المعوذتین من المصحف" کے لایکتب المعوذتین فی مصحفہ ہے۔یعنی مٹانے کی جگہ نہ لکھنے کا ذکر ہے۔(۴)
بہر حال اس مضطرب اور مختلف بیان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار ثابت ہونا نہایت مشکل ہے۔ اور ایسا بیان گواہی میں قابل سماعت نہیں۔ زر کی اس روایت سے یہ فیصلہ مشکل ہے۔ کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معوذتین کا انکار کیا ہے۔اور ان کو قرآن کریم کی سورتیں نہ مانتے تھے۔ بلکہ اس روایت میں غور اور تنقیح کی جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس میں وہ روایت صحیح ہے۔ جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع عن سفیان کے واسطے سے نقل کیا ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زر نے معوذتین کے بارے میں پہلے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا اور پھر ابی سے پوچھا جو جواب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا وہی ابی نے دیا۔ اور زر نے ابی سے ابن مسعود کا جواب بھی نقل کیا تھا۔اس لئے اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ کیونکہ بخاری میں بھی یہی ہے۔ کہ زر نے ابن مسعود کا کلام معوذتین کے بارے میں ابی کے روبرو ذکر کیا۔ نہ ابن مسعود کا فعل۔ اور امام طبرانی نے بھی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی روایت نقل کی ہے۔ جس کو ابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا۔بہر حال امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اس روایت کی تائید بخاری وطبرانی دونوں کی روایات سے ہوتی ہے۔اس لئے اس کو زر کی دوسری روایت پر ترجیح حاصل ہے۔اور اس صورت میں یہ روایت ابن مسعود کے اقرار کو ثابت کرے گی نہ انکار کو۔

علاوہ ازیں زر بن حبیش کی روایات میں ایک راوی عاصم بن بہدلہ ہے۔ جس کے بارے میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہے۔ "لیس بحافظ" امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فی حفظہ شی" ابن خراش کہتے ہیں۔ "فی حدیثہ نکرۃ" ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اسے کثیر الخطاء کہتے ہے۔ابو خاتم کا کہنا ہے۔" لیس محلہ ان یقال ثقہ "امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے سوء حفظ کا رونا روتے ہیں۔ یحیی القطان فرماتے ہیں۔ "ماوجدت رجلاً اسمہ عاصم الاوجدتہ ردی الحفظ" (۲۵)

علقمہ کی روایت !

اس روایت میں تین راوی ایسے ہیں جن کی وجہ سے روایت قابل تنقیح اور قابل بحث ہو گئی ہے۔

1)۔ ازرق بن علی ! گو یہ معتبر ہے۔لیکن غریب حدیثوں کی روایت کرتا ہے۔ جیسا کہ امام شمس الدین ذھبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۸ھ) رقم طراز ہیں۔
"ذکرہ ابن حبان فی ثقات وقال یغرب" اس لئے صحاح میں اس سے روایت نہیں ہے۔(۲۶)
2)۔ حسین ابن ابراہیم ! بعض کے نزدیک اگرچہ ثقہ ہے۔ مگر امام نسائی کے نزدیک قابل وثوق نہیں

ہے۔ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث کی روایت میں غلطی کرتے ہیں اور ایسی روایتیں بیان کرتے ہیں۔ جو کسی نے نہیں کیں۔ لسان المیزان نے اس نام سے کل سات افراد کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے پہلا مجہول، دوسرا دجال اور پانچ غالی شیعہ ہیں۔(۲۷) 3)۔ الصلت بن ابراہیم ! اگرچہ معتبر ہیں۔ مگر مرجئہ ہیں۔ ابوحاتم اور امام ابوذرعہ نے ان کے اس مذہب کی وجہ سے ان پر جرح کی ہے۔

"قال ابوحاتم لاعیب لہ الاالارجاء و کذا تکلم فیہ ابوذرعہ للارجاء" صحاح میں ان سے روایت نہیں ہے۔(۲۸)

کسی روایت میں ان تینوں راویوں میں سے اگر ایک بھی ہو۔ تو وہ روایت معلل ہو جائے گی۔ یعنی اس حدیث کی صحت میں فرق آجائے گا۔ اور صحت کامل نہ رہے گی، اور جس روایت میں اس قسم کے تین راوی ہوں تو ایسی روایت ہر گز بلا تنقیح قابل وثوق نہیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ وہ روایت دوسری روایتوں کے خلاف ہو اور اجماع امت کا مقابلہ کرے ایسی صورت میں تو صحیح روایت بھی قابل وثوق نہیں رہتی۔ (۲۹) اور یہ مقابلہ اور مخالفت ہی خود اس کے ضعف اور واہی ہونے پر نشان ہو جاتا ہے۔

الغرض اس بارے میں جس قدر روایتیں ہیں۔ وہ

۱)۔ اول تو مضطرب اور مختلف ہیں۔ اور مضطرب روایات اگرچہ وہ ثقہ اور دیندار راویوں کی کیوں نہ ہوں۔ ہر گز لائق اعتبار اور قابل تسلیم نہیں ہیں۔

۲)۔ دوسرے ان تمام روایتوں کے راوی ایسے نہیں جن کی روایت صحیح ہو۔ بلکہ یہ تمام روایات راویوں کے ضعیف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہیں۔

۳)۔ اگر ان روایتوں میں اضطراب نہ بھی ہوتا۔ اور ان کے راوی بھی دیندار، متہم نہ ہوتے۔ تو اس وقت بھی یہ قابل تسلیم نہ ہوتیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات تواتر سے پایہ ثبوت کو پہنچی ہے۔ کہ وہ ان سورتوں کو قرآن کریم کا جزء کہتے تھے۔ اور آئمہ قراء قرآن میں سے عاصم، حمزہ، کسائی اور خلف جو مشہور قراء ہیں۔ اور ان کی سند پر تمام امت کا اجماع ہے۔ نیز تمام بلاد اسلامیہ میں ان کی سندیں ہزاروں حفاظ کے پاس ہیں۔ ان چاروں کو اسی قرآن کی سند جس میں معوذتین ہیں، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ مثلاً (ا)۔ سند عاصم ! "سند عاصم ھکذا انہ قرء علی ابی عبدالرحمن عبداللہ بن حبیب و قرء علی ابی مریم زر بن حبیش الاسدی و علی سعید بن عیاش الشیبانی و قرء ھولآء علی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قرء ھو علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

(ب)۔ سند حمزہ ! ایضاً ینتھی الی ابن مسعود و فی قراءتہ ایضاً المعوذتان والفاتحۃ وسندہ انہ قرء علی الاعمش ابی محمد سلیمان بن مھران واخذ الاعمش عن یحیٰ بن وثاب واخذ یحیٰ عن علقمہ والاسود وعبید بن نضلۃ الخزاعی وزر بن حبیش وابی عبدالرحمن السلمی وھم اخذوا عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

(ج)۔ سند الکسائی ! ینتھی الی ابن مسعود لانہ قرء علی حمزۃ ومثلہ ینتھی سند خلف الذی من العشرۃ الی ابن مسعود فانہ قرء علی سلیم وھو علی حمزۃ وقراءۃ الکسائی وقراءۃ خلف کلھا تنتھی الی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفی ھذہ القراآت المعوذتان والفاتحہ جزء من القرآن و داخل فیہ (۳۰)

لھذا ان متواتر اور صحت کا اعلیٰ درجہ رکھنے والے سندوں کے مقابلے میں دوسری ضعیف روایتوں کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔

بدیں وجہ علماء کرام نے ایسی روایات کو جعلی اور بے اصل قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حزم اندلسی (م۴۵٦ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

1 - "واما قولھم ان مصحف عبداللہ بن مسعود خلاف مصحفنا فباطل و کذب وافک، مصحف عبداللہ بن مسعود انما فیہ قراءتہ بلاشک وقراءۃ ھی قراءۃ عاصم المشھورۃ عند جمیع اھل الاسلام فی شرق الدنیا وغربھا فقرء بھا کماذکرنا" (۳۱)

"یعنی یہ بات کہ مصحف ابن مسعود ہمارے موجودہ قرآن کے خلاف ہے۔ محض بہتان، افتراء اور جھوٹ ہے۔ ہاں واقعی ان کا قرآن ان کی قرات کے مطابق مرقوم تھا۔ اور ان کی قرات وہی تھی۔ جو قراء سبعہ میں سے عاصم کی قراءت ہے۔ اور اس وقت تمام دنیا میں مشہور ہے۔ یعنی محض قراءت کا فرق ہے نہ ترتیب کا۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ رقم طراز ہیں۔ "وکل ماروی عن ابن مسعود من ان المعوذتین وام القرآن لم تکن فی مصحفہ فکذب موضوع لایصح، وانما صحت عنہ قراءۃ عاصم عن زر بن حبیش عن ابن مسعود وفیھا ام القرآن والمعوذتان" (۳۲)

۲)۔ امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ (م٦٧٦ھ) تحریر کرتے ہیں۔

"اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحۃ من القرآن وان من جحد منھا شیاً کفر، ومانقل عن ابن مسعود باطل ولیس بصحیح" (۳۳)

"مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ معوذتین اور سورۃ فاتحہ قرآن کریم سے ہیں۔ اور اس بات پر بھی اجماع ہے۔ کہ جو شخص سورۃ فاتحہ یا معوذتین کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اور ابن مسعود سے (اسکے خلاف) جو کچھ منقول ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔" اسی طرح شرح مسلم میں رقمطراز ہیں۔ "فیہ دلیل واضح علی کونھما من القرآن، ورد علی من نسب الی ابن مسعود خلاف ھذا، وما نسب الی ابن مسعود لایصح، بل تواتر عنہ عندنا انھما من القرآن، ولایتم ختم القرآن الا بھما، وصحت الاحادیث بذلک من طرق وانعقد اجماع المسلمین علی ذلک" (۳۴)

۳)۔ قاضی ابو بکر بن الطیب لکھتے ہیں:

"لم یصح ھذا النقل عنہ ولاحفظ عنہ:" (۳۵) "معوذتین کا انکار صحیح طور سے ابن مسعود سے ثابت نہیں"

نیز تحریر کرتے ہیں۔ "ان نسبۃ الانکار الی ابن مسعود باطل" (۳٦)

۴)۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (م٦٠٦ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"واعلم ان ھذا فی غایۃ الصعوبۃ لانا ان قلنا ان النقل المتواتر کان حاصلاً فی عصر الصحابۃ یکون ذالک من القرآن وکان ابن مسعود عالماً بذالک فانکارہ یوجب الکفر او نقصان العقل وان قلنا ان النقل المتواتر فی ھذا المعنیٰ ماکان حاصلاً فی ذالک الزمان فھذا یقتضی ان یقال ان نقل القرآن لیس متواتر فی الاصل وذلک یخرج القرآن

عن كونه حجة قطعية والاغلب على الظن ان نقل هذا المذهب عن ابن مسعود نقل باطل" (۲۷)
"جاننا چاہیئے کہ یہ (یعنی اس روایت کی صحت) نہایت مشکل میں ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم کہیں کہ نقل متواتر صحابہ کے زمانے میں سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے قرآن ہونے کی موجود تھی۔ تو اس وقت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ضرور اس کا علم ہونا چاہیئے تھا۔ لہذا ان کا انکار یا تو موجب کفر ہوگا یا دلیل نقصان عقل ہوگا۔ (حالانکہ یہ دونوں باتیں اتنے بڑے فقیہہ بلند مرتبہ صحابی کیلئے ناقابل تسلیم ہیں) اور اگر ہم کہیں کہ نقل متواتر معوذتین وغیرہ کے قرآن ہونے کی ابن مسعود کے زمانہ میں نہ تھی۔ تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ قرآن کریم اصل میں متواتر نہ رہے گا۔ اور یہ نتیجہ قرآن کریم کو حجت قطعی ہونے سے نکال دے گا۔ (اور یہ قطعاً محال ہے) اور بہت زیادہ غالب گمان یہ ہے کہ اس قول کا ابن مسعود سے نقل کرنا باطل ہے"

۵)۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۱ھ) رقم طراز ہیں۔
"فيه خطاء الناقل لهذا المقالة عن عبد الله بن مسعود، وان الدليل القاطع قائم على كذبه على عبد الله وبراءة عبد الله عنها" (۳۸)

۶)۔ علامہ بحر العلوم عبد العلی محمد فرنگی محلی (م ۱۲۲۵ھ) رقم طراز ہیں۔
"نسبة انكار كونها من القرآن اليه غلط فاحش ومن اسند الانكار الى ابن مسعود فلا يعباء بسنده عنه معارضة هذه الاسانيد الصحيحة بالاجماع والمتلقاة بالقبول عند العلماء الكرام بل الامة كلها كافة فظهر ان نسبة الانكار الى ابن مسعود باطل" (۳۹)
"ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس کے قرآن ہونے کا انکار منسوب کرنا فاحش غلطی ہے۔ اور جس نے یہ انکار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس روایت کی سند اس قابل ہی نہیں کہ اس کی طرف التفات کی جائے۔ جبکہ اس کے خلاف یہ صحیح سندیں موجود ہیں۔ جن کی صحت پر اجماع ہے اور جن کو تمام علمائے کرام نے بلکہ تمام امت نے قبول کیا ہے۔ پس صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف انکار کرنا منسوب کرنا بالکل غلط ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:
"بقى امر ترتيب السور فالمحققون على انه من امر الرسول صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم وقيل هذا الترتيب باجتهاد من الصحابة واستدل عليه ابن فارس باختلاف المصاحف في ترتيب السور فمصحف امير المؤمنين على رضي الله عنه كان على ترتيب النزول ومصحف ابن مسعود على غير هذا والذي الآن والحق هو الاول وهذه الروايات مزخرفة موهومة ولم توجد في الكتب المعتبرة ولا يعباء بها في مقابلة التوارث الذي جرى من لدن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى الآن" (۴۰)
"محققین علماء کے نزدیک سورتوں کی ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے موافق ہے۔ یہ قول کہ صحابہ کرام نے اپنی رائے سے ترتیب دی ہے۔ اور اس پر دلیل لانا کہ حضرت علی رضی اللہ

عنہ اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصاحف کی ترتیب موجودہ ترتیب قرآن کے مخالف تھی ۔ایسی تمام روایات جعلی اور خیالی ہیں ۔واقعیت سے انہیں کچھ بھی تعلق نہیں ۔ کسی معتبر کتاب میں ایسی روایات نہیں ملتیں ۔ اس لئے یہ روایات ہر گز لائق التفات نہیں ۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ قرآن کی یہ ترتیب تمام امت سے آج تک منقول ہے ۔اور سب کا اس پر اتفاق ہے"

لہذا جب قرآن کریم اسی ہیئت کذائی کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ اعلیہ و آلہ وسلم کے اہتمام سے آپ کی نظر مبارک کے سامنے جمع ہوچکا تھا ۔ تو اس میں کسی قسم کا اختلاف نہ حضرت عبداللہ بن مسعود کر سکتے تھے نہ کوئی اور صحابی ، نہ کوئی صحابی اس مصحف کے خلاف اپنا مصحف مرتب کرسکتا تھا ۔لہذا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکار معوذتین کا سرزد ہوجانا قطعاً ناممکن بات ہے ۔اور انکار کی روایت ان سے یقیناً غلط ہے ۔سب سے اہم قابل غور بات یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں ہر رمضان میں نماز تراویح میں شریک ہوا کرتے تھے ۔ اور امام تراویح میں ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرتے تھے ۔ لیکن کبھی بھی اس نے امام پر نکیر نہیں فرمائی ۔پس ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے معوذتین کے انکار کی نسبت غلط ہے ۔اور تراویح میں اس کا امام پر نکیر نہ فرمانا اور خاموش رہنا اس نسبت انکار کے عدم صحت کی قوی شاہد ہے ۔(۴۱)

اب ایک ذرا سی بات رہ گئی ۔ کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے انکار معوذتین کی روایت کو صحیح کہا ہے ۔اور ان پر تقلید کرکے اور بھی دو ایک علماء نے اس کی تصحیح کی ہے ۔لیکن اس کافی تحقیق کے بعد اب اس کے جواب دینے کی حاجت نہ رہی ۔اور اصل یہ ہے ۔ کہ جو روایت کسی علت معنوی کی وجہ سے مقدوح ہوجاتی ہے ۔ بسا اوقات اس کی جرح و تعدیل میں محدثین کا اختلاف ہوجاتا ہے ۔ کسی کا ذہن اس علت تک پہنچ جاتا ہے ۔ اور وہ اس روایت پر قدح کردیتا ہے ۔ اور کسی کی سمجھ میں وہ علت نہیں آتی ۔ اور وہ اس روایت کو صحیح کہہ دیتا ہے ۔چنانچہ علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۹ھ)ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ۔

"فما قال الشیخ ابن حجر العسقلانی فی شرح صحیح البخاری انہ قد صح عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انکار ذالک باطل لایلتفت الیہ " (۴۲)

"یعنی شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان دو سورتوں کے انکار کو جو صحیح کہا ہے ۔وہ باطل ہے ۔اور قابل التفات نہیں"

روایات کے موضوع ہونے کی ایک اور دلیل !

عقلی طور پر بھی یہ بات قابل توجہ ہے ۔ کہ اگر واقعی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے قرآنی نسخے میں معوذتین کو مٹاتے رہتے تھے ۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ان کو مٹانے سے پہلے انہوں نے اپنے قرآنی نسخے میں معوذتین کو لکھا بھی تھا ۔جنہیں بعد میں مٹانے کی نوبت آئی ۔ تو یہاں سوال پیدا

ہوتا ہے۔ کہ پہلے انہوں نے یہ سورتیں لکھی ہی کیوں تھیں؟ اور اگر انہوں نے ان سورتوں کو قرآن مجید کا حصہ سمجھ کر لکھا۔ تو اب انہیں مٹانے کی وجہ کیا تھی؟ اور اگر یہ سورتیں منسوخ ہوگئی تھیں۔ تو کب اور کیسے؟ عہد نبوی میں یا عہد نبوی کے بعد؟ اگر عہد نبوی کے بعد منسوخ ہوگئیں۔ تو یہ سب سے بڑا جھوٹ ہوگا۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تو نسخ محال ہے۔اور اگر عہد نبوی میں یہ سورتیں منسوخ ہوچکی تھیں تو اس کا علم کم وبیش سوالاکھ صحابہ کرام میں سے صرف سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئے کی بات عقل سلیم رکھنے والا شخص کسی طرح بھی تسلیم نہیں کرسکتا۔

ایک تیر سے کئی شکار!

ابواسحاق سبیعی شیعی کی ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معوذتین کو قرآن مجید میں سے کھرچ کر مٹانے کے بعد فرمایا۔

کہ تم کس لئے اس چیز کا اضافہ کرتے ہو۔ جو کہ قرآن کریم میں سے ہے ہی نہیں۔

ابواسحق کے اس ایک لفظ سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں۔ یعنی صحابہ کرام یہ جانتے تھے۔ کہ معوذتین قرآن مجید کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود، قرآن مجید میں ان سورتوں کا اضافہ کرتے تھے۔ تو گویا یہ تمام صحابہ کرام پر الزام ہے۔ کہ وہ قرآن مجید میں اضافہ کرتے تھے۔ اور اس طرح تمام قرآن مجید مشکوک ہوکر رہ جاتا ہے۔ اس صورت میں کونسی چیز باقی رہے گی۔ جس پر مسلمان یقین کریں۔ تو گویا اس نے ایک ہی تیر سے کئی شکار کر لئے مثلاً

۱)۔ نعوذباللہ قرآن مجید ہی مشکوک ہوگیا۔ جس پر مسلمانوں کے عقائد کی دارومدار ہے۔

۲)۔ نیز یہ کہ صحابہ کرام نے اپنی مرضی سے قرآن مجید میں اضافے کئے۔

۳)۔ یہ کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر صحابہ کو قائل نہ کرسکے۔

۴)۔ دیگر صحابہ بھی نعوذباللہ اس قدر کمزور تھے۔ کہ وہ صرف ایک صحابی کو بھی اس بات کا قائل نہ کرسکے۔ کہ معوذتین قرآن مجید کی سورتوں میں سے ہی دو سورتیں ہیں۔ جنہیں بار بار مٹانا درست نہیں۔

۵)۔ یہ کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نعوذباللہ اجماع صحابہ کی مخالفت کا ارتکاب کیا۔ جو کہ حرام ہے۔

اگر ابواسحق سبیعی کی یہ بات درست تسلیم کرلی جائے۔ تو اس سے مذکورہ بالا تمام خرابیوں کے علاوہ اہل اسلام کے عقائد کی بنیاد ہی ختم ہوجاتی ہے۔ جب کہ یہ بات تمام ثقہ راویوں کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے کسی صورت میں بھی اس کی یہ بے اصل اور من گھڑت بات ماننے کے قابل نہیں۔

مذکورہ بالا تحقیق کی روشنی میں یہ کہنا بے جانہ ہوگا۔ کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف معوذتین کے بارے میں منسوب بات نہ تو مستند تاریخی حقائق سے ثابت ہے۔ اور نہ ہی اس کی سندیں

صحیح ہیں۔ بلکہ یہ روایتیں معلول ہیں۔ اور ان کی سب سے بڑی علت یہ ہے۔ کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی ان قراءتوں کے خلاف ہیں۔ جو ان سے بطریق تواتر منقول ہیں۔ مسند احمد کی وہ روایت جس میں ابن مسعود کا یہ صریح قول نقل کیا گیا ہے۔ کہ انهما لیستا من کتاب اللہ۔ صرف عبدالرحمن بن یزید نخعی سے منقول ہے۔ اور کسی نے صراحتہ ان کا یہ جملہ نقل نہیں کیا۔ اور متواترات کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ جملہ یقیناً شاذ ہے۔ اور محدثین کے اصول کے مطابق حدیث شاذ مقبول نہیں ہوتی۔ (۴۳)

حواشی

۲۲)۔ احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) مسند ج ۵ ص ۱۲۹

۲۳)۔ محمد بن اسمعیل (م ۲۵۶ھ) صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الفلق

۲۴)۔ مسند ج ۵ ص ۱۲۹۔ عبداللہ بن الزبیری الحمیدی (م ۲۱۹ھ) مسند الحمیدی حدیث نمبر ۳۷۴

۲۵)۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۵۷ - ۳۵۸ - العسقلانی، احمد بن حجر (م ۸۵۲ھ) تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۵

۲۶)۔ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۷۵

۲۷)۔ العسقلانی، احمد بن حجر، لسانی المیزان ج ۲ ص ۲۶۸ - میزان الاعتدل ج ۱ ص ۵۳۰

۲۸)۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۱۷ - تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۸۰

۲۹)۔ مظہر الحق، مصباح الحواشی شرح اردو اصول الشاشی ص ۱۳۴

۳۰)۔ بحر العلوم، عبدالعلی محمد بن نظام (م ۱۲۲۵ھ) فواتح الرحموت علی ہامش المستصفیٰ ج ۲ ص ۹ الزرکشی، محمد بن عبداللہ (م ۷۹۴ھ) البرھان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۱۲۸

۳۱)۔ کتاب الفصل ج ۲ ص ۷۷

۳۲)۔ المحلیٰ ج ۱ ص ۱۳

۳۳)۔ السیوطی، جلال الدین (م ۹۱۱ھ) الاتقان ج ۱ ص ۷۹۔ البرہان ج ۲ ص ۱۲۸

۳۴)۔ صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ باب فضل قراءۃ المعوذتین

۳۵)۔ فواتح الرحموت ج ۲ ص ۹۔ الاتقان ج ۱ ص ۷۹۔ النبراس ص ۴۲۹

۳۶)۔ فواتح الرحموت ج ۲ ص ۱۰

۳۷)۔ تفسیر الکبیر ج ۱ ص ۱۱۲

۳۸)۔ السبکی، عبدالوہاب بن تقی الدین طبقات الشافعیۃ الکبری ج ۲ ص ۲۰۷

۳۹)۔ فواتح الرحموت ج ۲ ص ۱۰

۴۰)۔ ایضاً ص ۱۲۔ (۴۱)۔ ایضاً ص ۹۔ (۴۲)۔ ایضاً ص ۹۔ النبراس ص ۴۲۹

۴۳)۔ سعید احمد، تحفۃ الدرر شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر ص ۱۹